امام مسلم رحمہ اللہ ؂۱

(۱)

(از مولوی عبید الرحمٰن صاحب طالب مبارکپوری رحمانی)

پچھلے ساڑھے تیرہ سو برس کے زمانے میں گلشنِ اسلام میں لاکھوں گلہائے رنگ کھلے اور مرجھا گئے۔ لیکن قدرت کے ہاتھوں نے قبولیت عام اور عزت وشرف کا تاج انہی کے سر پر رکھا جو اسلام کی ابتدائی تین صدیوں میں صفحۂ دنیا پر جلوہ آرا ہوئے موجودہ دور مادیت اور روشن خیالی میں جہاں ہر چیز کو عقلی نظر سے تاکا جاتا ہے خواہ اس قبولیت اور عزت وشرف کا سبب کچھ ہی قرار دیا جائے لیکن اگر یہ کہا جائے تو غالباً بیجا نہ ہوگا کہ یہ حامل اسرار الٰہی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کا اثر تھا کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ جو اس کے متصل اور قریب ہے اسی طرح وہ جو اس کے متصل ہے۔

آئندہ سطور میں آپ کو تیسری صدی ہجری کی ایک ایسی نامور اور باکمال ہستی سے روشناس کرانا چاہتا ہوں جس کا تبحر علمی قوت حافظہ جودت وفقاہت اور جلالت شان محتاج بیان نہیں جسے فن حدیث میں وہ رتبہ حاصل تھا کہ شاید ہی ویسا رتبہ کسی کو حاصل ہوا ہو۔ وہ باکمال اور بزرگ ہستی مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری النیساپوری کی ہے۔

نام ونسب ووطن مسلم نام ابوالحسین کنیت عساکر الدین لقب سلسلۂ نسب یہ ہے ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن وردبن کوشاذ القشیری النیساپوری۔ قشیر عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے چونکہ امام مسلمؒ کا سلسلۂ نسب قشیر سے ملتا ہے اس وجہ سے قشیری کہے جاتے ہیں۔ لیکن وطن کے اعتبار سے آپ نیساپوری الاصل تھے۔

ولادت وتعلیم وتحصیل علم خراساں کے اضلاع میں ایک ضلع کا نام نیساپور ہے اور اس میں ایک شہر نصرآباد ہے۔ امام مسلمؒ ۲۰۴ھ ؂۲ میں نصرآباد میں پیدا ہوئے اس وقت سرزمین نیساپور گلہائے عطر بیز سے علوم وفنون کا گلشن بنی ہوئی تھی جن کی عطر بیزی کا یہ عالم تھا کہ لوگ دور دور سے اپنے دامن کو معطر کرنے کے لئے جوق درجوق چلے آرہے تھے۔ امام مسلمؒ نے جب ہوش سنبھالا تو ان کے آوازۂ کمال کو سُنا۔ ان کی ابتدائی تعلیم کے حالات مخفی ہیں لیکن قرینہ اور گمان یہی بتلا رہا ہے کہ امام صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حجاج جو خود مشائخ میں شمار کئے جاتے تھے سے یا کسی ابتدائی مدرسہ میں حاصل کی ہوگی۔ چودہویں سال کی عمر میں آپ نے حدیث شروع کی اور یحییٰ بن یحییٰ نیساپوری وغیرہ جیسے علماء سے جو اس وقت ماہرین فن سمجھے جاتے تھے حدیث کی تعلیم شروع کی۔ لیکن باوجود تکمیل کے جب آپ کی علمی تشنگی وہاں نہ بجھ سکی تو وہاں سے نکلکر دوسرے ممالک مثلاً حجاز۔ عراق۔ شام۔ مصر۔ بغداد وغیرہ میں پہنچکر وہاں کے علماء سے ملاقات کی اور علم حدیث میں بلند مرتبہ حاصل کیا۔

؂۱ امام مسلمؒ کے حالات تاریخ بغداد للخطیب۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی۔ ابن خلکان۔ طبقات الحنابلہ لابن ابی یعلیٰ۔ تہذیب التہذیب لابن حجر۔ کشف الظنون سے لئے گئے ہیں۔ ؂۲ ابن خلکان اور ابن الاثیر نے مذکورہ سنہ کے علاوہ ۲۰۲ھ اور ۲۰۶ھ بھی لکھا ہے۔ ابن الاثیر نے مقدمہ جامع الاصول میں ۲۰۶ھ کو ترجیح دی ہے۔

امام صاحب کا مذہب فروع میں صاحب کشف الظنون کے قول کے مطابق امام صاحب شافعی المذہب تھے۔ لیکن صاحب توجیہ النظر کی روایت کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ آپ فروعی مسائل میں کسی خاص امام کے مقلد نہیں تھے بلکہ فروع میں آپ کا وہی مسلک تھا جو اہل حدیث کا ہے یعنی سنت کا اتباع بغیر کسی خاص امام کی تقلید کے۔ اس سلسلہ میں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ محدثین کا مذہب کے اعتبار سے دو طبقہ ہے ایک طبقہ وہ ہے جو خود اجتہاد کا فقاہت کا درجہ رکھتا ہے۔ جیسے امام بخاری امام ابوداؤد وغیرہما۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو نہ بالکل مجتہد ہی ہے اور نہ کسی امام کا مقلد ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ائمہ میں بغیر تعین کے امام شافعیؒ امام احمدؒ۔ امام اسحقؒ کے اقوال کی طرف میلان رکھتا ہے۔ جیسے امام نسائیؒ۔ ابن ماجہؒ ابن خزیمہؒ ابویعلیٰ، امام مسلمؒ اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

شہرت علم وفضل امام صاحب اپنے تبحر علمی قوت حافظہ اور فقاہت وجودت کی وجہ سے بہت جلد مشہور ہوگئے اور آپ کے علمی کمال کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا چنانچہ آپ کے آوازۂ کمال کو سنکر اکناف واطراف ملک سے طالبان علم حدیث کی ایک بڑی تعداد اُمنڈ آئی اور آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوکر بیشمار لوگوں نے علم وفضل کا رتبہ حاصل کیا۔

امام صاحبؒ کے بارے میں ان کے شیوخ اور معاصرین کی رائیں اس شخص کی جلالت شان اور بزرگی وکمال کا کیا پوچھنا جس کی تعریف میں خود اس کے اساتذہ ومشائخ ومعاصرین رطب اللسان ہوں۔ امام مسلم کی وہ ہستی ہے جس کی تعریف وتوصیف خود اس کے اساتذہ ومشائخ نے کی ہے۔ چنانچہ امام مسلمؒ کے استاذ محمد بن عبدالوہاب فرّا فرماتے ہیں کان من علماء الناس واوعیۃ العلم ماعلمتہ الاخیرًا یعنی امام مسلم ممتاز علماء میں سے تھے بلکہ علم کا خزانہ تھے میں ان کو اچھا ہی جانتا ہوں۔ ابن اخرم کا قول ہے انما اخرجت مدینتنا ھذہ من رجال الحدیث ثلثۃ محمد بن یحیی وابراھیم بن ابی طالب ومسلم یعنی ہمارے اس شہر نے صرف تین ہی محدث پیدا کئے محمد بن یحییٰ ابراہیم بن ابوطالبؒ اور امام مسلمؒ۔ اسحاق کوسج امام مسلم کی شان میں یہ کلمہ فرماتے ہیں لن نعدم الخیر ما ابقاک اللہ للمسلمین یعنی جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ رکھے گا اسوقت تک ہم بھلائی سے محروم نہ ہونگے۔ آپ ہی کے متعلق حافظ ابوقریش کا قول ہے حفاظ الدنیا اربعۃ ومنھم مسلم کہ دنیا میں حفاظ کل چار ہیں جن میں کے ایک مسلم ہیں۔

وفات امام صاحب نے اتوار کی شام میں ۲۵ رجب ۲۶۱ھ کو مقام نصرآباد میں ۵۵ برس کی عمر میں وفات پائی اور دوشنبہ کے دن جنازہ کی نماز پڑھی گئی اور نصرآباد میں مدفون ہوئے۔

آپ کی وفات کے بیان کے سلسلہ میں حافظ ابوبکر خطیب نے تاریخ بغداد میں سنداً ایک عجیب وغریب واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں ایک دفعہ مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں امام مسلم موجود تھے اثنائے مذاکرہ میں ایک حدیث پیش کی گئی جس کے متعلق امام مسلم کو علم نہیں تھا۔ امام مسلم مجلس سے اٹھکر سیدھے مکان آئے اور چراغ روشن کیا اور حدیث کی تلاش کیلئے تنہائی میں بیٹھ گئے اور گھر والوں کو منع کردیا کہ میرے پاس کوئی نہ آئے۔ گھر والوں نے کہا کہ کھجور کی ایک ٹوکری ہدیہ میں آئی ہے آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس رکھدو۔ امام مسلم حدیث تلاش کرتے جاتے اور ایک ایک کھجور نکال نکال کر کھاتے جاتے یہانتک کہ ٹوکری کی کل کھجوریں ختم ہوگئیں اور آپ کو حدیث مطلوبہ مل گئی۔ آپ کو اس علمی تفکر میں زیادہ کھانے کا احساس نہ رہا۔ اور یہی

پ کی موت کا سبب بنا۔

خلاق و عادات | امام صاحب تام القامتہ تھے اور آپ کی ڈاڑھی و سر سفید آپ کی عادت شریفہ تھی کہ عمامے کے ملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان رکھا کرتے۔ امام صاحب انتہا درجہ ذکی او فہیم تھے۔ آپ کی قوت حافظ جودت و فقاہت نہور تھی لیکن اس کے باوجود بے انتہا متواضع اور بردبار تھے کہ اپنی حیات مبارکہ میں نہ کسی کی غیبت کی اور نہ کسی پر سب و شتم یا اور نہ کسی کو مارا۔ آپ کے مزاج میں غایت درجہ استغنا تھا اسی وجہ سے کسی کی فیاضیوں کے دست نگر نہ ہوئے۔

امام صاحب کا آخری ورود بغداد | امام صاحب متعدد دفعہ بغداد تشریف لیگئے اور اپنے فیوض و برکات سے اہل بغداد کو مستفید فرمایا اور بغداد کے سینکڑوں حضرات نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا۔ لیکن آپ کا آخری سفر بغداد سنہ ۲۵۹ھ میں ہے اس کے بعد سے پھر آپ کو بغداد جانیکا اتفاق نہیں ہوا۔

شیوخ واساتذہ | امام صاحب کے شیوخ و اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اسلئے ان سب کا احصا اور شمار کرنا دشوار اور مشکل ہے ہاں چند مشہور اور نامور اساتذہ کے نام کو جن پر امام صاحب کو فخر اور ناز تھا ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یحیی بن یحیی نیسا پوری امام اسحق بن راہویہ امام محمد بن اسمعیل البخاری۔ امام احمد ابن حنبل عبداللہ بن مسلمہ قعنبی۔ سعید بن منصور۔ شیبان بن فروخ، احمد بن یونس۔ اسمعیل بن ابی اویس۔ داؤد بن عمرو الضبی۔ ہیثم بن خارجہ۔ ان اساتذہ میں امام صاحب کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ عقیدت تھی اور آپ انکا بہت زیادہ ادب کرتے تھے۔ حدیث کے دقائق اور باریکیوں کے پوچھنے اور حل کرتے وقت رونے لگتے کبھی فرط عقیدت سے امام بخاریؒ کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور کہتے مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے پائے مبارک کو بوسہ دوں دعنی اقبل رجلیک یا امیر المومنین فی الحدیث۔

ان شاء اللہ آئندہ "امام بخاری امام مسلم کی نظر میں" کے عنوان کے ماتحت اس کے متعلق مفصل طور پر لکھیں گے۔

تلامذہ | امام صاحب کے تلامذہ اور شاگردوں کا سلسلہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے آپ کے حلقۂ درس میں بیٹھکر بہت سے مشہور اور باکمال لوگوں نے فیوض و برکات حاصل کئے ہیں جن میں بعض بڑے نامور اور ذی مرتبہ گذرے ہیں اور دنیا میں انھوں نے بہت بلند جگہ پائی۔ امام ابوعیسی ترمذیؒ جن کی فقاہت وسعت نظر تبحر مذاہب پر عبور محتاج بیان نہیں امام صاحب ہی کے شاگردوں میں سے ہے۔ علامہ ابن خزیمہ جنکو علامہ ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی نے امام الائمہ اور شیخ الاسلام کا لقب دیا ہے امام صاحب ہی کے شاگرد ہے۔ ذیل میں امام صاحب کے بعض مشہور اور ممتاز تلامذہ کے نام مع مختصر حالات کے درج ہیں۔

(۱) ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن الضحاک السلمی الضریر البوغی الترمذی۔ نہر جیحون و سیحون کے ایک قدیم شہر ترمذ میں ۔۔ سنہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا سورہ مروزی الاصل ہیں۔ کسی وجہ سے ترمذ میں آکر آباد ہوگئے تھے آپ کو امام بخاری امام مسلم کے علاوہ امام ابوداؤد قتیبہ بن سعید علی بن حجر محمد بن بشار سے بھی فیض و برکت حاصل ہے۔ آپ نے حدیث حاصل کرنے کیلئے بہت دور دور کا سفر کیا ہے۔ چنانچہ بصرہ کوفہ واسط حجاز خراسان وغیرہ ممالک آپ کے علمی ۔۔ رہ چکے ہیں۔ امام ترمذی کی بہت سی تصانیف ہیں لیکن ان سب میں مشہور تر جامع ترمذی کتاب العلل شمائل ترمذی ہے۔ ۔۔ کیا جاتا ہے کہ آپ خوف خدا کی وجہ سے اکثر رویا کرتے تھے جس کی وجہ سے آنکھوں کی بصارت جاتی رہی۔ لیکن بعض کے

نزدیک یہ صحیح نہیں بلکہ ان کا بیان ہے کہ مادرزاد نابینا تھے ۲۷۹ھ مقام ترمذ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

(۲) ابوعوانہ یعقوب بن اسحٰق بن یزید الاسفرائنی ثم النیساپوری۔ آپ اسفرائن میں پیدا ہوئے آپ کی تاریخ ولادت پردۂ خفا میں ہے، آپ نے آخری زندگی نیشاپور میں بسر کی ہے علم حدیث کی تحصیل میں بہت سے ممالک کا سفر کیا اور ہر ملک کے ماہرین فن حدیث سے ملاقات کی دمشق میں محمد بن عبدالصمد اسمٰعیل بن۔ محمد بن قیراط مصر میں یونس بن عبدالاعلیٰ مزنی اور ربیع عراق میں سعدان بن نصر عمر و بن شبہ خراساں میں محمد بن یحییٰ ذہلی، مسلم بن حجاج جزیرہ میں علی بن حرب وغیرہ غرض ہر ملک کے باکمال اور مشہور مشائخ سے فن حدیث کو حاصل کیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ شافعی المذہب تھے اور اسفرائن میں مذہب شافعی کے مروجہ اور اول بانی کا شرف آپ ہی کو حاصل تھا۔ فن حدیث میں آپ کو بہت بڑا مرتبہ حاصل تھا چنانچہ حاکم آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کان ابوعوانۃ من علماء الحدیث وامثالھم۔ آپ نے صحیح مسلم کی احادیث کی تخریج میں ایک کتاب لکھی ہے جو آج صحیح ابوعوانہ کے نام سے مشہور ہے، ۳۱۰ھ میں مقام نیشاپور میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

(۱) ابوحاتم محمد بن ادریس بن المنذر الحنظلی ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو لڑکپن ہی میں علم حدیث حاصل کرنیکا شوق ہوا چنانچہ صغر سنی ہی میں آپ وطن سے پاپیادہ نکلکر بحرین رملہ طرطوس پہنچے اور وہاں کے اساتذہ فن سے حدیث حاصل کیا۔ آپ کے علمی سفر سے متعلق ایک خاص اور مشہور واقعہ ہے کہ آپ احادیث نبوی کی تحصیل میں پاپیادہ . . سفر کرتے۔ چنانچہ ابوحاتم کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے ہزار فرسخ تک پاپیادہ چلنے کا شمار کیا اس کے بعد میں نے ترک کر دیا۔

علم حدیث کی تحصیل میں سفر کی مشکلات اور غربت . . وتنگدستی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قیام بصرہ کے زمانہ میں ایک دفعہ خرچ ختم ہو گیا تو میں نے کپڑے فروخت کر ڈالے اور کچھ اس کی قیمت سے کام چلایا لیکن جب وہ بھی ختم ہو گئی تو کئی دن فاقے سے گذرے آخر ایک ہم سفر کو اطلاع ہوئی تو اس حالت اور مصیبت سے نجات دلائی۔ ۲۷۷ھ میں ۸۲ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

(۴) ابوبکر محمد بن اسحٰق بن خزیمہ بن المغیرہ بن صالح بن بکر السلمی النیشاپوری۔ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے قوت حافظہ ذکاوت فطانت اور فقاہت آپ کی مشہور تھی۔ آپ کو فن حدیث وفقہ میں حد درجہ کا کمال حاصل تھا چنانچہ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو امام الائمہ اور شیخ الاسلام جیسے عالیشان القاب سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں انتھت الامامۃ والحفظ فی عصرہ بخراسان"

آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ایک سو چالیس لکھا ہے آپ کی تصانیف میں سب سے بڑی اور مہتم بالشان تصنیف صحیح ابن خزیمہ ہے جس میں آپ نے صحیح حدیثوں کو منتخب کر کے جمع کیا ہے۔ ۲ ذی القعدہ ۳۲۱ھ کو ۸۹ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

(باقی)